غزلیات

نقشِ[1] فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا   کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
کاو کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ   صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے   سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا
آگہی دامِ شنیدن جسقدر چاہے بچھائے   مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

بسکہ[2] ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیرِ پا[3]
موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

جراحت تحفہ الماس ارمغان داغِ جگر ہدیہ   مبارکباد اسد غمخوارِ جانِ دردمند آیا

---

[1] بعض شارحین نے غالب کے اس شعر پر بے معنی کا الزام قائم کیا ہے اور کہا کہ نہ معلوم کہان یہ رسم تھی کہ مستغیث کاغذ کے کپڑے پہنکر حاکم کے سامنے جاتا۔ مگر یہ اعتراض غلط ہے قدیم الایام مین یہ رسم تھی۔ چنانچہ ایک شعر مین بابا فغانی کہتے ہین ؎

تاکہ دست قدر از دست تو بر بود قلم   کاغذین پیرہن از دست قدر باد مرا

کمال اسمعیل کا شعر ہے ؎

کاغذی جامہ بپوشید د بدرگاہ آمد   زادۂ خاطر من تا بدہی داد مرا

[2] غالب نے اس شعر کو یون بھی کہا ہے ؎

آتشین پا ہون گداز وحشت زندان نہ پوچھ   موئے آتش دیدہ ہے ہر حلقہ یان زنجیر کا

[3] آتش زیر پا بیقراری ۱۲

UNIVERSITÄTS-BIBLIOTHEK HEIDELBERG
gefördert durch die DFG